

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں [MrPakistani](http://MrPakistani) ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

## Allama Iqbal Open University Solved Assignments Spring 2026

Course Code:	405 Code
Course Name:	Iqbaliat (اقبالیات)
Class:	BA
Total Credit Hours	6
Total Assignments	4

**گھر بیٹھے حل شدہ مشقیں، گیس پیپرز، کتابیں اور خلاصے حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں واٹس ایپ نمبر: 03036940016**

**نوٹ:** ہم طلبہ کے لیے جامع اور معیاری تعلیمی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ ہماری خدمات میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز، سابقہ پرچے، تازہ ملازمتوں کی معلومات، آن لائن سی وی تیار کرنا، ملازمت کے لیے درخواست دینا، یونیورسٹی داخلوں میں رہنمائی اور درخواست جمع کروانا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی سے متعلق طلبہ کے ہر قسم کے تعلیمی اور رہنمائی کے کام میں مکمل تعاون فراہم کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کو ایک ہی جگہ پر تمام ضروری سہولیات میسر آسکیں۔



واٹس ایپ گروپ جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔



واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔



**یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔**

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں [MrPakistani](http://MrPakistani.com) ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

## Assignment 2

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

(1) اقبال نے کس شاعر کو غالب کا ہمنوا قرار دیا ہے؟

جواب: علامہ اقبال نے جرمن زبان کے عظیم اور شہرہ آفاق شاعر گوٹے (Goethe) کو مرزا اسد اللہ خان غالب کا ہمنوا قرار دیا ہے۔ اپنی نظم "غالب" اور "پیام مشرق" میں انہوں نے دونوں کے فکری اسلوب میں مماثلت بیان کی ہے۔

(2) اقبال نے کس شاعر کو مجذوب فرنگی کہا ہے؟

جواب: علامہ اقبال نے مشہور جرمن فلاسفر اور شاعر نطشے (Nietzsche) کو "مجذوب فرنگی" کہا ہے۔ اقبال اس کے فلسفہ قوتِ حیات سے متاثر تھے لیکن اس کی لادینیت کی وجہ سے اسے "قلبش مومن و دماغش کافر" بھی کہتے تھے۔

(3) اقبال کا شعری مجموعہ "ارمغانِ حجاز" کب شائع ہوا؟

جواب: علامہ اقبال کا آخری شعری مجموعہ "ارمغانِ حجاز" (جو اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر مشتمل ہے) علامہ اقبال کی وفات کے چند ماہ بعد نومبر 1938ء میں شائع ہوا۔

(4) اقبال کا شعری مجموعہ "اسرارِ خودی" کب شائع ہوا؟

جواب: علامہ اقبال کا پہلا فارسی شعری مجموعہ اور مثنوی "اسرارِ خودی" پہلی مرتبہ 1915ء میں شائع ہوئی، جس میں فلسفہ خودی پیش کیا گیا۔

"(5) اسرارِ رموز" میں کن دو شعری مجموعوں کو یکجا کر کے شائع کیا؟

جواب: "اسرارِ رموز" میں علامہ اقبال کی دو شاہکار فارسی مثنویوں "اسرارِ خودی" (1915ء) اور "رموزِ بے خودی" (1918ء) کو یکجا کر کے ایک ہی جلد میں شائع کیا گیا۔

(6) اقبال کا وہ کون سا شعری مجموعہ ہے جو اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوا؟

جواب: علامہ اقبال کا شعری مجموعہ "ارمغانِ حجاز" ان کی وفات (21 اپریل 1938ء) کے بعد نومبر 1938ء میں شائع ہوا تھا۔

"(7) پیام مشرق" کس مغربی شاعر کے دیوان کے جواب میں لکھی گئی؟

جواب: "پیام مشرق" جرمنی کے مشہور شاعر گوٹے (Goethe) کے مجموعہ کلام "مغربی دیوان (West-östlicher Divan)" کے جواب میں لکھی گئی تھی۔

(8) اقبال کا شعری مجموعہ "جاوید نامہ" کب شائع ہوا؟

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔



تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں [MrPakistani](http://MrPakistani.com) ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

جواب: علامہ اقبال کی عظیم فارسی مثنوی اور شاہکار کتاب "جاوید نامہ 1932" میں شائع ہوئی، جس میں انہوں نے افلاک کا خیالی سفر بیان کیا ہے۔

"(9) پیام مشرق" میں غزلیات والے حصے کا کیا نام ہے؟

جواب: "پیام مشرق" میں شامل غزلیات کے حصے کا نام "مئے باقی" ہے، جس میں صوفیانہ اور فلسفیانہ رنگ کی فارسی غزلیں شامل ہیں۔

(10) شعر مکمل کریں: "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

جواب: شعر کا دوسرا مصرعہ درج ذیل ہے:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

سوال نمبر 2: مندرجہ ذیل عنوانات میں سے کسی دو پر نوٹ لکھیں۔

(الف) نظم "تصویر درد" کا تعارف

پس منظر اور اہمیت

نظم "تصویر درد" علامہ اقبال کے ابتدائی دور کی ایک انتہائی دردناک، اثرا نگیز اور طویل نظم ہے جو ان کے مجموعہ کلام "بانگِ درا" میں شامل ہے۔ یہ نظم انہوں نے 1904ء کے آس پاس لکھی اور اسے پہلی بار انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں پڑھ کر سنایا۔ یہ وہ دور تھا جب برصغیر پاک و ہند انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اندرونی طور پر ہندو مسلم فسادات اور منافرت ملک کو کھوکھلا کر رہی تھی۔ اقبال نے اس نظم میں برصغیر کے حالات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور اسے ایک المیہ قرار دیا ہے۔

فکری تجزیہ اور اہم نکات

"تصویر درد" بنیادی طور پر حب وطنی، قومی یکجہتی اور غفلت کے خلاف ایک احتجاج ہے۔ اس نظم کے اہم فکری پہلو درج ذیل ہیں:

- وطن کی بربادی کا نوہ: اقبال ہند کی حالت زار پر تڑپ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے اس وطن کے ذرے ذرے سے ہمدردی اور پیار ہے، لیکن یہاں کے لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

رُلاتا ہے کو اکب کو فغانِ نیم شبی میری

سرشکِ چشمِ مسلم سے ہے پیدائے کشی میری



[یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔](https://www.mrpakistani.com)

## تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

- ہندو مسلم منافرت پر تنقید: اقبال دونوں بڑی قوموں کو خبردار کرتے ہیں کہ تمہاری آپسی ناانفقاکی تمہیں تباہ کر دے گی۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنے اور تعصب چھوڑنے کی تلقین کرتے ہیں:

نہ سمجھو گے تو مت جاؤ گے اے ہندوستان والو!

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

- غلامی پر شرمساری: اقبال انگریز کی غلامی پر قوم کو غیرت دلاتے ہیں کہ تمہاری پرانی عظمت کہاں گئی؟ تم جو کبھی دنیا کے حاکم تھے، آج محکوم بنے بیٹھے ہو۔

### فنی اسلوب

یہ نظم غزل کی ہیئت میں لکھے گئے ہندوں پر مشتمل ہے۔ اس کی زبان نہایت فصیح، پر شکوہ اور استعارات سے بھرپور ہے۔ اقبال نے خود کو ایک ایسے حساس انسان کے روپ میں پیش کیا ہے جو قوم کے درد کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہے، اسی لیے اس نظم کا نام "تصویر درد" رکھا گیا۔

### (ب) اقبال بطور شاعر

#### تعارف اور انفرادیت

علامہ اقبال محض ایک روایتی یا تفریحی شاعر نہیں تھے بلکہ وہ ایک "شاعر پیامبر (Prophetic Poet)" اور حکیم الامت تھے۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے شعراء بہت کم ہیں جن کی شاعری نے ایک مرتقی ہوئی قوم میں زندگی کی نئی روح پھونک دی اور ایک نئی آزاد ریاست (پاکستان) کے قیام کی بنیاد رکھی۔ اقبال نے شاعری کو "برائے بیت بازی" یا محض حسن و عشق کے قصے بیان کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا، بلکہ ان کے نزدیک شاعری ایک اعلیٰ مقصد کا نام ہے، جو انسانی خودی کو بیدار کرتی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ

کہ میں ہوں محرم رازِ درونِ میخانہ

اقبال کی شاعری کے فکری ستون

اقبال کی شاعری کے چند ایسے بنیادی تصورات ہیں جو انہیں دنیا کے دیگر تمام شعراء سے ممتاز کرتے ہیں:

- فلسفہ خودی: یہ اقبال کی شاعری کی جان ہے۔ خودی سے مراد انسان کا اپنی ذات کو پہچاننا، غیرت، خودداری اور اللہ کے سوا کسی کے آگے نہ جھکنا ہے۔ ان کا مشہور شعر ہے:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

- تصور عشق: اقبال کا عشق محض مجازی نہیں بلکہ ایک کائناتی اور تخلیقی قوت ہے، جو عقل سے بالاتر ہے۔ یہی عشق انسان کو مردِ مومن بناتا ہے۔



یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

## تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

- شاہین کا استعارہ: اقبال نے اپنی شاعری میں نوجوانوں کو "شاہین" سے تشبیہ دی ہے۔ ایک ایسا پرندہ جو بلند پرواز ہے، اپنا آشیانہ نہیں بناتا، خود دار ہے اور دوسرے کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں

### آفاقی اور بین الاقوامی حیثیت

اقبال نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں یکساں مہارت سے شاعری کی۔ ان کا کلام جاوید نامہ، پیام مشرق اور بال جبریل بین الاقوامی سطح پر پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ ان کی شاعری نے مشرق کے پسماندہ طبقات کو مغرب کے استعمار کے خلاف کھڑا ہونے کا حوصلہ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ایران میں "اقبال لاہوری" کے نام سے انتہائی احترام سے دیکھا جاتا ہے اور مغرب کے بڑے بڑے فلاسفر ان کی فکری بلندی کے معترف ہیں۔

## سوال نمبر 3: علامہ اقبال کے شعری مجموعے "بال جبریل" کا مکمل تعارف پیش کیجیے۔

### مقدمہ اور پس منظر

"بال جبریل" (جس کا مطلب ہے: حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پر) علامہ اقبال کا دوسرا اردو شعری مجموعہ ہے، جو جنوری 1935ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ مجموعہ اقبال کے دور عروض اور فکری پختگی کا شاہکار ہے۔ "بانگِ درا" کے گیارہ سال بعد شائع ہونے والی اس کتاب میں اقبال کا لب و لہجہ بالکل بدل چکا ہے۔ اب وہ ایک متلاشی یا نوحدہ گر نہیں بلکہ ایک ایسے رہنما ہیں جنہیں منزل کار راستہ مل چکا ہے اور وہ قوم کو "خودی" اور "عشق" کے عملی اسباق سکھا رہے ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے وفادار خادم میاں علی بخش کی تیار داری اور اپنے روحانی سفر کے پس منظر میں مرتب کی۔

### کتاب کی ساخت اور اجزاء

"بال جبریل" کو بنیادی طور پر درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

#### 1- حصہ غزلیں (حصہ اول و دوم)

کتاب کا آغاز غزلوں سے ہوتا ہے۔ بال جبریل کی غزلیں اردو شاعری کی تاریخ کا عروج مانی جاتی ہیں۔ ان غزلوں میں روایتی عشق و عاشقی اور ردیف و قافیہ کی جگہ کائناتی حقائق، تصوف، فلسفہ خودی اور انسان کی عظمت کا بیان ہے۔

#### • مشہور اشعار:

اثر کرے نہ کرے، سن تو لے فغانِ میری

اگر چہ خاک ہوں میں، ہے مگر فشانِ میری



[یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔](#)

## تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

نغمہ کجاومن کجا، ساز سخن بہانہ است

سوئے قطاری کشم ناقد بے زمام را

### 2۔ طویل اور شاہکار نظمیں

بال جبریل کی اصل جان اس کی وہ طویل نظمیں ہیں جو اقبال نے اپنے سفر یورپ و اندلس (اسپین) کے دوران اور بعد میں لکھیں۔ ان نظموں میں اسلامی تاریخ کا جلال و جمال اور مستقبل کا لائحہ عمل موجود ہے:

- مسجد قرطبہ: یہ اردو ادب کی تاریخ کی عظیم ترین نظم مانی جاتی ہے۔ اسپین کی تاریخی مسجد قرطبہ کو دیکھ کر اقبال نے عشق، وقت اور تعمیر انسانیت پر جو لافانی اشعار لکھے، ان کی مثال نہیں ملتی۔
- ذوق و شوق: یہ نظم انہوں نے فلسطین کے سفر کے دوران لکھی، جس میں حضور اکرم ﷺ سے ان کی بے پناہ محبت اور سوز و گداز کا اظہار ہے۔
- ساقی نامہ: مثنوی کی ہیئت میں لکھی گئی یہ نظم فلسفہ خودی، حیات کے ارتقا اور مسلم نوجوانوں کے لیے ایک پکار ہے۔
- لینن خدا کے حضور میں اور فرشتوں کا گیت: ان نظموں میں اشتراکیت اور غریب طبقے کی بیداری کو اسلامی تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔

### فکری خصوصیات

- عقل پر عشق کی برتری: بال جبریل میں اقبال نے عقل کی محدودیت اور عشق کی لامحدود طاقت پر بہت زور دیا ہے۔
- کائنات پر انسان کی حکمرانی: اقبال انسان کو مٹی کا ڈھیر نہیں بلکہ کائنات کا سب سے بڑا از قرار دیتے ہیں، جسے ستاروں پر کمند ڈالنی ہے۔

### فنی و لسانی عظمت

"بال جبریل" کی زبان انتہائی جاندار، صیقل شدہ اور نکھری ہوئی ہے۔ اس میں فارسی اور عربی تراکیب کا ایسا خوبصورت استعمال کیا گیا ہے جو شعر کے حسن اور موسیقی کو دوہلا کر دیتا ہے۔ اس کا ہر شعر بحر اور آہنگ کے لحاظ سے مہر مینر کی طرح چمکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

## سوال نمبر 4: نظم "طلوع اسلام" کا فکری و فنی جائزہ لیجیے۔

### مقدمہ اور تاریخی پس منظر

نظم "طلوع اسلام" علامہ اقبال کی ایک نہایت اہم اور معرکہ آرا نظم ہے جو ان کے پہلے اردو مجموعے "بانگِ درا" کے آخر میں شامل ہے۔ یہ نظم انہوں نے 1922ء کے آخر میں لکھی۔ یہ وہ تاریخی وقت تھا جب جنگِ عظیم اول کے بعد مسلم دنیا بالخصوص ترکی (خلافت عثمانیہ) مٹ رہی تھی، لیکن مصطفیٰ کمال اتاترک کی قیادت میں ترکوں نے یونانیوں اور انگریزوں کو شکست دے کر اپنی آزادی کا دفاع کیا۔ اس واقعے سے علامہ اقبال کی مایوسی امید میں بدل گئی اور انہوں نے مسلمانوں کے روشن مستقبل کی نوید کے طور پر یہ شاندار نظم لکھی۔

### فکری جائزہ (اہم فکری پہلو)

[یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔](#)



## تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

"طلوعِ اسلام" کا بنیادی فکری محور مایوسی کا خاتمہ اور اسلامی نشاۃ الثانیہ (دوبارہ عروج) کی نوید ہے۔ اس کے اہم نکات یہ ہیں:

- مایوسی کا خاتمہ اور امید کی کرن: اقبال کہتے ہیں کہ رات کا اندھیرا ختم ہو چکا ہے اور اسلام کا سورج دوبارہ طلوع ہو رہا ہے۔ وہ مسلم امت کو خوشخبری دیتے ہیں:

شفق نہیں ہے یہ سورج کی ہے سرخی سرخ

انق سے اب نیا خورشید ہونے کو ہے نمودار

- خودی اور ایمان کی طاقت: اقبال واضح کرتے ہیں کہ اگر مسلمان دوبارہ اپنے ایمان کو پختہ کر لیں اور اپنی خودی کو بیدار کریں، تو وہ دنیا کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ تقدیر کارونار و نامسلمانوں کا شیوہ نہیں:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

- عظمتِ اسلاف کی واپسی: اقبال مسلمانوں کو ان کے شاندار ماضی کی یاد دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہی دنیا کے امام اور سچے وارث ہو، تمہیں دوبارہ وہ مقام حاصل کرنا ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

فنی جائزہ (ہیت اور اسلوب)

- ہیت: یہ نظم ترکیب بند کی ہیت میں لکھی گئی ہے، جس میں متعدد بند ہیں اور ہر بند کے آخر میں ایک ٹیپ کا شعر (گرہ کا شعر) آتا ہے جو پوری نظم کے آہنگ کو باندھے رکھتا ہے۔
- بحر اور ترنم: یہ نظم بحرِ رمل میں ہے، جو اپنی روانی، بلند آہنگی اور خطیبانہ جلال کے لیے مشہور ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے قاری کے اندر ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔
- لسانی محاسن: اقبال نے اس نظم میں بے انتہا خوبصورت استعارات (جیسے خورشید نمودار، باغبان، بادہ شبانہ) اور تراکیب استعمال کی ہیں۔ الفاظ کا انتخاب نہایت پر شکوہ ہے جو نظم کے انتہائی پیغام کے عین مطابق ہے۔

حاصل کلام

فکری اور فنی دونوں اعتبار سے "طلوعِ اسلام" اقبال کی ایک شاہکار نظم ہے، جس نے برصغیر کے نامید مسلمانوں کو جینے کا نیا مقصد دیا اور انہیں پاکستان کی تحریک کے لیے فکری طور پر تیار کیا۔

سوال نمبر 5: کیا "بانگِ درا" اور "بالِ جبریل" کی شاعری میں کچھ فرق ہے یا ایک ہی جیسی شاعری ہے؟ مدلل جواب تحریر کیجیے۔

مقدمہ



یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

## تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

علامہ اقبال کے یہ دونوں اردو شعری مجموعے یعنی "بانگِ درا" (1924ء) اور "بالِ جبریل" (1935ء) اردو ادب کے دو قیمتی اثاثے ہیں۔ بظاہر دونوں ایک ہی شاعر کا کلام ہیں، لیکن گہرے فکری اور فنی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان دونوں میں نمایاں فکری اور فنی فرق موجود ہے۔ "بانگِ درا" اقبال کے فکری ارتقا اور سفر کی ابتدا ہے، جبکہ "بالِ جبریل" ان کی فکر کا معراج اور منزل مقصود ہے۔ درج ذیل دلائل سے دونوں کے فرق کو واضح کیا جاسکتا ہے:

### 1- فکری ارتقا اور چٹنگی کا فرق

- بانگِ درا: اس مجموعے میں فکری تذبذب اور ارتقا پایا جاتا ہے۔ شاعر پہلے حب وطنی کا قائل ہے، پھر وہ اس سے بیزار ہو کر ملتِ اسلامیہ کی طرف آتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے زوال پر روتا ہے اور "شکوہ" کرتا ہے۔ یعنی اس میں تلاش اور اضطراب کا رنگ زیادہ ہے۔
- بالِ جبریل: یہاں اضطراب ختم ہو چکا ہے اور چٹنگی آجکی ہے۔ شاعر کو اپنے تمام سوالات کے جوابات مل چکے ہیں۔ اب وہ شکوہ نہیں کرتا بلکہ "مسجدِ قرطبہ" میں کائنات کے اسرار کھولتا ہے۔ یہاں ان کے بنیادی نظریات (خودی، عشق، مردِ مومن) اپنے عروج پر نظر آتے ہیں۔

### 2- موضوعات کا فرق

- بانگِ درا: اس میں موضوعات کا بہت تنوع ہے۔ بچوں کے لیے نظمیں ہیں، مناظرِ قدرت (ہمالہ، ابر کوہسار) کا بیان ہے، ہندومت کے رہنماؤں (رام چندر جی، سوامی رام تیرتھ) پر نظمیں ہیں اور سیاسی قومی نظمیں ہیں۔
- بالِ جبریل: اس میں بچوں کے لیے یاروایتی مناظرِ قدرت پر کوئی نظم نہیں ہے۔ اس کے تمام تر موضوعات خالصتاً فلسفیانہ، مابعد الطبیعیاتی اور آفاقی ہیں۔ اس کا سارا محور انسانی ذات کی عظمت اور کائناتی تغیر ہے۔

### 3- ہیئت اور صنفِ سخن کا فرق

- بانگِ درا: اس مجموعے میں نظم کا پلہ بہت بھاری ہے۔ اس میں مثنوی، مسدس، ترجیع بند اور ترکیب بند جیسی طویل اور بیانیہ نظمیں زیادہ ہیں، جبکہ غزلیں کم ہیں۔
- بالِ جبریل: اس مجموعے میں غزلوں کو ایک خاص اور بڑا مقام دیا گیا ہے۔ اس کی غزلیں اردو غزل کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔ نظموں کی تعداد کم ہے لیکن جو ہیں (مثلاً مسجدِ قرطبہ، ساتی نامہ) وہ فنی اعتبار سے شاہکار اور اچھوتی ہیں۔

### 4- زبان، اسلوب اور ڈکشن کا فرق

- بانگِ درا: اس کی زبان میں سادگی بھی ہے اور کہیں کہیں روایتی لکھنوی یا دہلوی رنگِ غزل بھی جھلکتا ہے۔ ابتدائی دور کے کلام میں تشبیہات روایتی ہیں۔
- بالِ جبریل: اس کی زبان خالصتاً اقبال کی اپنی تراشی ہوئی پر شکوہ زبان ہے۔ اس میں فارسی کا غلبہ بہت زیادہ ہے۔ تشبیہات اور استعارات بالکل نئے اور اچھوتے ہیں (جیسے صہبائے لاہوری، بالِ جبریل، ضمیر کن فکان)۔ اسلوب میں ایک قلندرانہ جلال اور صوفیانہ جمال یکجا ہو گیا ہے۔

### تقابلی جدول (خلاصہ)

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔



تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں [MrPakistani](http://MrPakistani.com) ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

خصوصیت	بال جبریل (1935ء)	بانگِ درا (1924ء)
فکری حالت	مستحکم، منزل رسیدہ، قلندرانہ	ارتقائی، متلاشی، اضطرابی
بنیادی رخ	خالصتاً فلسفہ خودی اور کائناتی عشق کا عروج	مقامی و وطنیت سے آفاقی اسلامیت کی طرف سفر
شاعری کی صنف	صوفیانہ و فلسفیانہ غزلوں اور شاہکار نظموں کا امتزاج	طویل اور بیانیہ نظموں کا غلبہ
زبان و اسلوب	انتہائی پر شکوہ، فارسی آمیز اور اچھوتی تراکیب	نسبتاً سادہ اور روایتی رنگِ سخن کی جھلک

نتیجہ

بنا بریں، یہ کہنا درست ہو گا کہ یہ دونوں مجموعے ایک جیسے نہیں ہیں۔ "بانگِ درا" کاروانِ اقبال کے سفر کی پہلی پکار (بانگ) تھی، جبکہ "بال جبریل" اس کاروان کے رہنما کی وہ بلند پرواز ہے جہاں وہ کائنات کی تسخیر کا حکم دیتا ہے۔



یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔